

# النور والضيء

مؤلفه

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب شوق سلاطین  
 شعبہ تالیف جامعہ محمودیہ رضویہ (لیاقت آباد)  
 ضلع میانوالی

من لم يجعل الله له نورا فإنه لن نور

# النور والضمير

حقيقه بشيرتكم لمصطفی علی اله علیه السلام

عبدی از فحیم تو بالا ترا است  
زانکه او هم آدم و هم جبرئیل است  
و او هم روحی شریف است  
آدم هست و هم ز آدم آید است  
و او پادشاه و وزیر و رعیت  
تا نه منی از مقام بار رعیت  
خدا را ببال و در خدایت

مخفاینب و شعیبه تالینت مدرسه اسلامی محمودیه  
نویسندگان جمیع ریاض المهندسه البست و الحیاءت پهلوان  
(لیاقت آباد)

مجموعه کتب خطی

1877-1878-1879

# گزارش احوال

الحمد للہ ۱۵

آج کل مفسدات و خدو مت دین اویا اصلاح و استحکام اسلام کے نام  
 پر سلاسل و سلسلوں کو فریب کے لئے کٹا پھوٹوں پھنٹوں کی ایک مسلسل  
 کیسپ و سلاسل و سلسلوں کا ایک سیم پیم طوفان بد تمیزی برابر ہر جہاں چلا کرتا ہے  
 ہر ذرہ صلاحت است پر تبر کرنے کے سوا اہل حق کو لاقرو و مشرک کہنے کے حصہ  
 ملی تحقیق و تفتیش اصطلاح و صورت کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ان نفرت و غلاظت  
 کے ٹکڑوں کو دیکھ کر دل قوت کے مفسر و نا ہے۔ یہ حکمت قرآن کے مفسر و نا  
 روح حدیث کے معلم کا شکیں تو لیسر اھو لوت و مالا لقصو لوت کے  
 فرمان خداوندی کی گہرائیوں تک پہنچ سکے ہر سہ اہل سنت و الجماعت کے علماء  
 قسم ہوں یا مگر سابق ہوں یا لاحق کے مقابلہ میں اپنے تجربہ علمی و حدیث قرآن و فنی  
 کے خالی ڈھلے پٹے والے ابوہریرہ و ابی بکر و ابی عمر و ابی ذر و ابی جہل و ابی  
 العباس و ابی قحطافہ و ابی القلاب کے فلسفہ و حکمت پر غرر فرما لیتے تو  
 نہیں ان سلاسل کے لینے کی زحمت ہی نہ پڑتی۔ لکھنا کا قلم سہوہم ایک شاہ



۱۳ کہ فرادہ ہندو شرفا مکملہ میں جھٹے ہوئے جیت رہا کی نہایت اہم نوافی  
 و دیشوں کی مٹی باری سے نعلت انھوں پر جیت ہوئے رب کہہ کا شکر ہے کہ  
 لیکن ساتھ ہی ایک ایسے وقت گدش فرادہ کی ستم فرادوں کے شادکار جناب  
 کے اپنے دل سے ہوا سے کے مولوی صاحب کی میں مفراتی غلط پرانی ہو رہی ہو  
 سکرہ متعاذہ کے ملے جگہ جناب میں کو یہ صوفیہ جگہ کہ تجوی سپاہیوں کے  
 بھرت میں محض وہ شخص مقرر ہے طریق سے دعا ہے کہ تمام وہ لوگ  
 جنہوں کو اللہ کے مانتے ہیں شرک و کفر میں داخل نہ ہوں۔

ایک ایک مرد میں نے جو ظالم ہندوستان کا باشندہ تھا بھڑکے ہوئے  
 سہاؤ کیا۔ مولانا کی اسات کیا آپ گھبراہٹ کے صفات میں کسی ایسے مولانا  
 یا محدث و فخری نشان دی فرما سکتے ہیں۔ میں نے کلہ شریف میں علم حاصل  
 کیا جو اور پھر کسی و صورت ملک میں جا کر ایک کافر کو بھی مسلمان کیا ہو یا کسی  
 ایک بیشع پر جیت کو کہہ کر عوایا ہو جنہیں تم مشرک و کافر گردان رہے ہو  
 انہوں نے تو انہوں پر گشتہ انسانوں کی رہی کہ جو۔ شریف کی جیسوں کی  
 دستگیری فرماؤ ہے امداد قتل و ستم پرستوں کے زندہ کاٹے ہیں۔ مقرر صاحب  
 اکل خاموش کار لب ہاتھ اس مرد میدان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں  
 سے منہ دلی کے ساتھ اس مرد دلی کو کچل کر مارا تھا اپنے سر کے بلکہ کچل دیا  
 رکھا تھا اور بڑی چابا کسی سے حق حیرت سے غرض مقدس پر ٹپک دیا لپٹا پڑا تھا۔

شرفا اور محافظ سپاہیوں نے اسے ہاتھوں لایا تھا لیا پھر ہندو میں اسے شریف پر  
 کیا ہے۔ یہ کیوں ہر ایک بہت بڑی تاریخی صداقت ہے ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے  
 جس کا نظارہ ساری کو کھراخ دکھاتا ہے۔ وہ پھر کو صفت اللہ کی کہنے کے برابر ہے  
 ہمارا ہندو ہم انہیں مقدس و برکات دہستیوں کے نام لیا ہے۔ ہم کی غلطی  
 ہے نہ کہ ہر قائد کشی و سلطان صفت و ولیدی کا حدیث اسلام عرب و ایران سے  
 لیا ہے بلکہ ان کے مشابہ ہیں ہندوستان کے ہندو ہوں اور شرفا میں سے ہندو  
 کی طرح داخل ہوا انہار سے کاغذی اسلاف اور برہمن و غلط لکھا آیا۔ انہیں کل  
 ایک مشرک و بدعتی کہتے تھے۔ یہ بھی یہ تم آج رحمت اللہ علیہ اور قیامت انہیں  
 لکھتے ہیں کہ ہر ایک طرح قہاری کا وعدہ لکھیں ان ہندو گان حق کو جنہیں تم کفر ساز  
 و مستحکم کر کے لقب سے فائدہ ہے ہر اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کریں گی اگر واقعی  
 وہ بدعتی تھے تو دنیا انہیں جو دیکھ دیوں جائیگی امداد موت آپ مر جائیں گے  
 و نہ اسے والی نہیں قہاری یہ تمام سب و شتم یہ ساری دریہ و حنیان و احسان  
 خدا کے ایدہ دل ثواب کے ہر قہاری نفرت انگیز غیث و غلیظہ دونوں کو  
 پہنچا ہے۔ آمین۔

نام نیک رنگان مناسک حکن  
 شامباند ہم نیک یادگار !

# بے مثل کی تصویر

کائنات کا موجد و سرمدی کا ہر گوشہ اس بے مثل تصویر کے نقشہ و نگار سے  
مزین ہے۔ انسان و خلق کا ہر نادر و اسی علیہ تصویر کی نورانی شاخوں سے آئینہ  
عزت سجہ۔ مروج اور ستارے۔ دریا سمندر اور گناہ۔ وشت و بیابان  
اور ہر فلک کو ہر تمام دیہات و اعداد و درجہ صحر و کھڑاں و مہر و وند و  
اس محبوب کے سہارے واللہ در العالی۔

نہ سبیرہ ۔ سچے نہ گھبریں نہ مال  
نہ چھپے نہ گھبریں نہ پوٹے نہ ڈالی  
و اللہ ہوتے تو کہہ بھی نہ سنا

فرمایا۔ لولا خلقک لمسا خلفت العزایا۔ کیلک سبوت  
شش احمدیت کا مطلق الوار ہے۔ بیچک متاق ہر شے کی ذات کی نقبہ  
بے مثل ہے مثال ہے اور اس نے اپنے حبیب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم  
کو بے حبیب ہے مثل ہے مثال پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ بے مثل کا منہ ہے مثل

یہاں چاہیے۔ مگر اگر فرمائیے۔

۱۱۔ جب ہم قول و فعل میں شب و روز کے احوال و اعمال میں حکم و احکام میں  
آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے قول و فعل کی کسی کے حکم و احکام کی  
اتباع نہ جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کسی فکر کی فرماں برداری کو منظور  
کر دیتے ہیں تو عداوت و اعتقاد ہم انہیں بے مثل اور بے مثال ہی مانتے ہیں  
دوسرے کہیں تو ان کے بالقابل کسی اور کا کہنا مان لینے کو شریعت سمجھتے

۱۲۔ ہم نبیہ صمدیت و میرت شرکت و نشان میں ایک و دوسرے سے ذات  
آ کے ہیں مگر فرمایا۔ فقلنا بعضہم علی بعض۔ لیکن ہر چہ میر و کار ہری  
حبیب سے متراہن آتا ہے۔ پاک کر کے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا  
کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

ما بعث اللہ نبیا قط الا اعظمہ حسن الوجہ  
حسن الصوت او کما قال علیہ السلام  
یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا شخص رسول بنا کر نہیں بھیجا جو خوبصورت اور  
نورشیں آواز نہ ہو

۱۳۔ آپ کا جیس لائبرری بے مثل ہے مثال تھا۔ جب صورت کی روشنی میں  
چلتے تو روشن نریا کا عین آئینہ کی طرح دیواروں پر پڑتا۔ مگر نہیں دیکھتے تو انہی کی  
راتوں کی تہ کیوں دور رہ جاتیں۔ حضرت علی کریم اللہ وجہ سے روایت ہے



نہ آؤ مشد قبلہ ولا یعدی لہ میں نے ان کی مثال نہ ان سے پہلے والوں  
 میں سے کوئی نہ بعد والوں میں ۔

۱۱۔ آپ کی کلمات باطنی خیرات و برکات خوارق و معجزات میں بھی ہے مثل  
 نہ آپ کے زمانہ میں کوئی دیکھا نہ آپ سے پہلے کوئی سنا ۔ ان فضائل حمیدہ  
 اور خوارق عجیبہ کی وجہ سے جس نے دیکھا ، نہیں فریستہ کیا ۔ فرشتے آپس  
 میں ایک دوسرے کی مثل تو ہو سکتے ہیں ، لیکن فرشتوں نے بھی آپ کو دیکھ کر  
 بے مثل ہی سمجھا اور خلوہ الہ اللہ کہا ۔

۱۲۔ مالک جس کی انگوٹوں کی صفت ، واخلیل جس کی ریشوں کی تعریف ہے ۔  
 والشخص جس کی شاخوں کی حد و ثبات ہے ۔ والفقہ جس کھڑے کا نقشہ ہے جس  
 کا سر سرکون ہے اس کا ثانی کہاں ہے وہ گرد و پانی نہ بن ، فیض بیانی سے  
 فرمائیں ۔ لست بکاحص منکم

۱۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مثل  
 اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثل ہیں ۔ درجہ اتفاق قرآن کریم کی حاجت کلمات  
 و معنات ہے ۔ مالک نقیض و عیب ہے ۔ تو جس پر یہ پاک کلام نازل ہوا اس کی  
 مثل کوئی دوسرا کس طرح ہو سکتا ہے ۔ خدا کے قدوس نے فرمایا ۔

فانہ یسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین  
 اس کی طرح ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اگر تم سچے ہو ۔ مفسرین نے کھلایا ۔

کر ان مشکوٰی ضمیمہ حدود و سراپا نور علیہ اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واجب ہر مشقی  
 ہے تو معنی سرگاہ قرآن خود میں ہے مثل ہے ۔ لیکن ایسے شخص کی حد  
 جس پر نازل ہوا ہے وہ کلام کوئی ہے ۔ دکھاتے ہیں نہیں منہ کو نہ چھپاتے  
 ہو ۔ اور شکبہ خدا کی توجہ کو دیکھو ۔ خدا کی بار الہ کی ہر جیسے حد میں خطائی  
 کی لغت و نحوست ان مبغض و مقصود چہروں پر پس رہی ہے ۔ ضعیف و ناتوان ۔

۱۴۔ بھلا مجھے خود وہ اسلمین قرآن میں محمد کہیں تولد میں آجائے گا ۔  
 میں محمد کے نام سے بکارتیں ۔ محمد کے ہی تو مشتقات تھے جو اس کی ذات  
 بابرکات و نعمت ہو گئے پھر اس کی مثال کہاں سے آئے ۔ جس کی قلت پر  
 خود بنانے والے کو تادم ۔ اور پھر جب اس بے مثل محبوب نے حقیقت  
 کے آئینے میں اپنے رخِ حق کی جھلک دیکھی تو بے ساختہ زبان سے نکلا ۔

انا اعلمکم و انتم لا تعلمون

مجھ باروں نے دیکھا تو احسن الناس احمد الناس اکریم الناس پکار رہے ۔  
مقول النور رضی اللہ عنہ کان احسن الناس اجدد الناس اجود الناس  
 و اشجع الناس متفق علیہ ۔ جنہوں نے دیکھا اس کی راہ میں بھیڑ  
 بچائیں ۔ اس کے قدموں پر دل چھاؤ رکھئے ۔ اس کے علم پر اپنی امداد چاہو  
 سرگشا دیئے ان ایمان سے سمجھ دوں کو جبرائیل کو کھول دیکھو اور قرآن و احسن  
 کو قرآن والے سے خود قرآن خنے والوں کو یہ شکیستہ کی آواز کہیں سنائی دیتی

کئی مثل کوئی ہم رنگ نظر کن نہیں کیا

لکھ تو کہے کہ یہ آخر کیا تھا

(۸) الحمد للہ ہم سب اسم تفضیل کے پیچھے ہیں۔ لغت عرب میں  
لہذا جہد موصوف کو ہائی ناس سے مستثنیٰ کرنے کے لئے استعمال ہوتے  
ہیں۔ اسم تفضیل وہ صفت ہے جو دوسرے میں موجود نہیں ہوتی۔ اور موصوف  
جب تک اس صفت میں بے مثل نہ ہو درمفضل صحیح ہے نہ مفضل علیہ۔

(۹) اگر کسی چیز میں دوسرا اس کی مثل ہے۔ تو وہ افضل و اکرم نہیں ہو سکتا  
جب تک مشکل کا معنی خیر کم نہ کیا جائے وہ سب سے افضل نہیں ہو سکتا  
امثالکم یعنی اشرافکم عام عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ یوحی الی اس بے مثل  
حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ یوحی الیہ ہونا ایسی صفت ہے کہ یہ صفت کوئی  
انسان دوسرے انسان کو کوئی امیر اپنی رعایا کو کوئی حاکم اپنے مملوک کو کوئی پادشاہ  
اپنے مملوک کو ہرگز برتر نہ مانتا ہو سکتا۔ فرمایا۔

واللہ یعلم حیث یجمل بالانہ

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس نے اپنی رسالت پر دیکر کیا ہے اظہار  
ہی ہے کہ جسے مثل ہی ہوگا۔ درندہ سروں سے اہل رسالت و نبوت ہونے  
کی نفی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ لہذا کہئے۔

(۱۰) میں نے وہی کیا وہ بے مثل جو چیز وہی کی گئی وہ بے مثل باہر میں کی

طوت وہی کیا وہ بے مثل نہ جو تو پہلی دونوں چیزوں کی بے مثلی شرط پر پہنچاتی  
ہے۔ اس لئے قرآن نے قرینت پشری سلامتی اعصابہ علیہ من میں مثل  
کا ذکر کر کے فرمائی کہ فرما کر حقیقت علیہ علیہ التوحید و التسلیم کو بے مثل کہہ  
دیا۔ تاکہ کوئی کافر انہیں اپنے جیسا اور میں کل الوجہ اپنی مثل نہ سمجھنے لگے  
چرکہ کنار صورت کی مماثلت کو حقیقت کی مماثلت سمجھتے تھے۔ اس لئے  
اللہ تعالیٰ چل چلا دیکھ دیکھ قرآن میں کنار پر ناراضی کا جملہ فرماتے ہیں۔ ان  
عقیدہ میں پر وعیدوں کا باطن ہر سائے میں۔

فمنظر کیف منور لک الامثال

دیکھئے تو سبھی کن کن جزوہ میں یہ اپنے آپ کو قہاری مثل سمجھتے ہیں۔  
لہذا تو دیکھ کر مہاجر اکرام کے حج و زیارہ کو خود زبان نبوت نے ایک بے مثل کا اعلان فرمایا  
ہے۔ قرآن ہدایت ہے آپ بھی ہدایت ہیں قرآن رسول ہے آپ  
بھی رسول ہیں۔ قرآنی کتاب ہے آپ بھی کتاب بے مثل ہیں۔ قرآن مسلمہ صلیب  
بے مثل ہے۔ فرمایا۔ لایا توت بے مثل۔ لہذا

لہذا خدا نے جو بے مثل مشابہ ہو وہ میں یقیناً بے مثل ہی ہوگا۔ وہ  
قرآن صحت ہے۔ یہ قرآن ناطق ہے۔

وہو الحق و نحن علیہ و بنا امتنا علیہ و انشا علیہ و  
یرحم اللہ عبد افعال امینا۔ اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و سلم



# انجمن طراز انجمن

اسلام کے روز اول سے آج تک اہل سنت والجماعت کا سنا حلقہ  
اجامی عقیدہ چھایا ہے کہ تمام انبیاء و خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ذات و صفات کو اللہ تعالیٰ نے خود بشریت اور لوازمات بشریت میں بھی  
نہ اپنایا ہے ممتاز افضل اور بے مثل مخلوق فرمایا ہے۔ لیکن کفار کے یہ  
بعض ضعیفی کے لئے والہ کجی الحقیقت القائلوں نے لیکر براں ملت کی اسے  
دھوکہ مندی ترتیب دے رکھی ہے۔ جن کا اسلام صرف صوفیہ پروردگار اللہ  
علیہ وسلم کی ذات باریکات کو ہر وقت اپنے جیسا عام انسان ثابت کرنا ہے۔  
اور اچھے بیٹھے سوتے جاگتے سرکارِ شہادت کو بے صفت بشر کہنا اور کہنا نا۔ ان  
کا جیسے ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ بالکل واقعہ اور کھلے ہوا ہے۔ جس کی تائید میں  
میکنگروں و تین ہزاروں حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور پیش کی جا چکی ہیں۔ کہ  
کسی انسان کی آنکھ کسی انسان کی سینے کسی انسان کی عقل کسی انسان کی ظاہری  
صورت و شکرت کسی انسان کا ظاہری حسن و جمال کسی انسان کا باطنی فضل و کمال  
ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب کہ سوائے کریم نے اپنے انجیل کریم اللہ بالخصوص بناب

یوسف صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

لہذا اگر کوئی انسان ہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نفس بشریت پر لوازمات  
بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماثی ہوں تو وہ مسلمان تو نہیں ہو سکتا  
باقی جو کہ جو بنا چاہے ہو سکتا ہے۔ میں اگر اس وقت اس منہ جہ بالاعقیدہ  
کی تائید میں ان آیات و احادیث کا تذکرہ شروع کر دوں تو میرا اصلی مدعا پھر  
خودت ہو جائے گا۔ اور پھر کئی جملہات کی ختم کتابوں اور دفتروں کی ضرورت پڑ  
جائے گی۔ جیسا کہ پہلے نصاب لکھی۔ مناسب اندیشہ۔ معارج النبوة۔ شفا نے  
قاضی عیاض۔ نسیم الریاض وغیرہ سینکڑوں بڑی بڑی کتابیں بھی موضوع شریف  
پر ایمان و محبت والوں کے تقریر فرمائی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے۔ آج کل  
پڑھنے لکھنے مسلمانوں نے ایسی ایمان افروز محبت افروز کتابوں کا مطالعہ  
بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور دنیا کے گانوں کے منظر کی طرح گندے اور بلیط  
کتابچوں کے دیکھنے کی عادت ڈال لی ہے۔ جس سے ہی سہی غیرت ایمانی کی  
تعارف ہی بچے جا رہے۔ محبت کے ولہذا ختم ہو جاتے ہیں اور اسلام کی سرشت  
و زندقہ زہریر سے جل جاتی ہے۔ آج کل کی تمام ذہنی اور قلبی مایوسی کا اصل  
سبب یہی ہے۔

و اے کسی اگر ذہن و شرط ہے۔

حلقہ تعاملات۔ ایہم بعض الظالمین علی میں یہ یقولہ و الیبتی



اتخذت مع الرسول سبيلاً ۛ جس دن ظالم لوگ اپنے  
 احمق کو سمجھنے والوں کی وجہ سے کاٹیں گے اور کہیں گے دانتے کاش!  
 اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کے ساتھ بہت کی راہ افراط کی جوتی -

بائے آن ہائی کہ باور ز تو تافیرسد  
 مردمان تن کہ باو خرد و جان فرسد  
 قولہ تعالیٰ

ممن اسم یجعل اللہ لہ منورا فمالہ من نور  
 جس شخص کو نورانیت کا حصہ نہیں ملے اسے کہیں بھی نور دکھائی نہیں دینگا  
 یہ ایک جہن حقیقت ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں تو دی ہیں لیکن  
 ان میں بصارت کی ہلک غماخت نہیں فرمائی دل تو دیا ہے مگر اسے بصیرت  
 کی دیک و دریت نہیں کی تھی کہ دونوں جہازوں میں کچھ نظر نہیں آئے گا -  
 فرمایا - من کان فی حصف ۱۲ حصف فھو فی الآخرۃ علی  
 ہر شخص دنیا میں آنکھوں کے باوجود نابینا اور اندھا بن گیا ہے اسے آخرت  
 میں بھی اندھا ہی اٹایا جائے گا - اللہ کی پناہ ایسے جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی  
 صفت کا کمال کا سخت کہ ہر ذرہ سے حلال ہے اور ہر جہانات تمام کائنات کا  
 اصل الاصل ہر قوم و خانی کائنات کا مقصد و مآمل ہو - نیز ہر کائنات کی رسولوں

کا رسول ہو - اے خدا آدم بہتے ہوئے - فرماؤم آدم کو میں ہر رسول عالم و مایل ہو  
 اسی میں ہر کسے باطن کو کوئی کال کوئی مدد بخشی کوئی حیا غریب کا قی - کہ کرے -  
 فی حطب اللہ بنوہم کا مصلحت ہے -

تو بیگ اللہ ہی آنکھ نکال دیتی چاہے اُسے دوستی سے علوم کو دینی چاہے -  
 اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین عربہ کی آنکھوں میں گدھ کی  
 سہ نیاں پھر ددی تھیں یہی خالق ارض و سما کا حکم تھا وہ نہ رحمت عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے لپٹے ذاتی اظہار کیے بارے میں ایسی شدید گاندوائی کی ترقی نہ تھی  
 اس لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے پاس آخر میں پہنچے  
 ہر گز - کہ آسمان زمین کی خبر میں دیتا ہے اور ہمارے حال کی خبر نہیں - تو فرمایا  
 ساوئی ما شستہ

آپ کو حنب ناک دیکھ کر فرما حضرت عمر رضی اللہ عنہ را زبان اسرار نہایت  
 در صحت نے دست بہتر عرض کیا -

وہنی یا اللہ ربنا و الاسلام دینا و بیعہن نبیا...  
 و یوفی باللہ من سوا لخلق

اس قسم سے غالباً یہی ہے لہر پہ نور قدر حمایا و ہایت ہی مراد تھا اس  
 وقت سر و دست میرے سامنے جب نبی محمد الحسن شاہ صاحب بخاری کی اشرفیت  
 ہے - اس کے چند فقرہ حوالے اور تمام فقرہ کال لب اباب آپ کے حوالے

کہ دیا جائے گا۔ اور میرا صفت ناظرین ہائیک کے اختیار میں ہو۔

۱۔ صف پر فرشتے ہیں۔ یہ مسخو مطلق اور مطلق پیدوار ہیں اور مطلق کے ایک گروہ ہندو سے قصیدی نے بھی چراغ شعلہ لگا کے دھڑے پر یہی نام فرشتہ دیا ہے کہ برہمیری انگریزوں کی پیدوار میں انگریز اور شیو نے انہیں پرانیس صدی میں پیدا کیا انگریز کے زمانہ میں کسی برہمیری کو کافر بھی سمجھا جو وغیرہ وغیرہ۔ سو یہاں گذارش ہے کہ مولانا اسماعیل دہلوی کو تمام ہندوستان پر پختہ و کشا کرنے کی اجازت ہو انگریز یہاں نے ذی قحی اور تمام ہندوستان سے کھادین کی مسلسل ملک روانہ کی جاتی اور ناکامی کی صورت میں انہیں جیل میں بند کیا۔ تاکہ یہ مغلوب بلیاں سہا پہ کھنبہ نہ چھوڑ کر دیں۔ دہندہ یہ سبب حضرات انگریز سے بہادر کیوں نہیں کرتے تھے۔ تاکہ انگریز کو تمام وطنی اور ہندو ہندوستان میں پاؤں نہ لگے کہ کھلا چھوڑ کر رستہ نہاں کے سکھوں سے پیدا کھیل فرض تھا۔ بلکہ آپ کے شہید صاحب نے تو ہر امتیاز فریڈوں سے الجھناں کیا ہے بلکہ انہیں اپنا کھن اور دوست مانا ہے۔ مولانا نے نہ تو چھپ چکے ہیں اور نہ انہیں صاحب لکھنے کی تاہم نہ مسلم صحابہ کو ان کی شاہد عدل ہے۔ باقی سب برہمیری حضرات کے پاؤں میں لگانا نہ پہنچنے کی بات تو یہ اتنا بڑا سفید بھوٹ ہے کہ جس کی مثل ہی لامکن جہ دوزخ لفظ حق پر آبادی تو انگریز کے سب سے بڑے فی لعن ہے۔ وہ انوں سے جو

اندیمان میں ساہا سال ملک جوس رسد حضرت قبلہ منیا ہے صاحب سیاقی رعت لحد علیہ کون تھے جن کی تلواری کے سایہ بھاپا ہے کے نیچے سید احمد مراد صلی اللہ علیہ وسلم بخاری نے انگریز سے لڑنا لگھا۔ اور آپ کے امتحان کی وطن کوئی عود انگریز رستی قراب ایسی الم نشرج ہوئی ہے کہ کس صاحب سے اس کا چھپنا نامکن ہے نہ ماقوا قاضیات پر یہی ہے۔ دیکھو حیات علیہ مرزا حضرت دہلوی کا صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ تواریخ جیبیہ کا صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا اور انگریزوں کا شہکار تر حنا ہے۔ تو سوانح احمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صلی اللہ علیہ وسلم کی کاشی شیشہ کی جینک لگا کر دل کی آگ کو کھلا کر دیکھ ہو گا۔ اگر ایسی ہے روایا اور غیر منسوب سرکار پر کسی طرح بھی جیاد کرنا ہر مستحق ہائی رسد پر بھاپا ہیں وطن تو صرف تا کہیں گے کہ اگر ان ہندوؤں کے ملک تو لڑا براؤں کے نرلہ ہزاروں ٹانگوں سے ولیفہ خواہوں کے ساتھ کاندھو اور تہو کے روپوں کی چکار میں اسے گلاس کی جیاد اور پیچھے ہال بھونہ تو حروٹ کے پناکار ہوئے تو ہم بھی مان بیٹھے کہ یہ لوگ اتنی سب دین یہ وہی مسلم نہیں۔ کیونکہ مذہب اسلام کے لئے کھٹے نہاں گرفتار ہوئے ہیں۔ سب کے سب حرمی قدس صحابہ کے رنگا شن ہیں کہ سید سید اور شیوخ علیہ السلام۔ دیوبندی حضرات اگرچہ ہندوستان کو واقعی دارالکرب سمجھتے تھے تو پھر یہاں سے ملک چھو گئے ہیں۔ چھو جاتے تھے۔ صرف صدقات واجبہ رانی حاصل کرتے اور سود خوار کی کڑا لال۔ رجائز فرار۔ سے لے کر



انہوں نے یہ دو سنگ رچی یا تھا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور علامہ شہر آشوب صاحب عثمانی بھی دیوبندی تھے مگر اس شخص پر دگر دم پرش کرتے تھے جنہیں نہیں گئے۔ اگرگزینہ کو تو وہ بھی پڑا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی ہی بخاری اور مسندوں کی کتب پر بخاری کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نامناسب سمجھ کر مسلمانوں کو ہندوؤں کی بدعادت اور شرکیت سے تنبیہ کے ساتھ روکا۔ مظلومت علامہ اقبال مرحوم نے دیوبندی حضرات کی اس دوہری غلطی پرچہ اردو شہرہ آفاق شہر لکھا تھا..... جس پر ان مجاہدین ملت نے علامہ مرحوم کو اس قدر مظلومت سنائیں کہ تو یہ ہی بھلی۔ جلسوں اور تقریروں میں اتنا کہہ لیا اور لکھا کہ سارے مسلمانوں کے پانی بھی ان کی سیبا ہی نہیں وصول کئے۔

”یوں میں نے غلو کیا ہے“ اب بغیر یہ کیوں جھانکتے ہو۔  
۱۔ بشریت، بخاری ص ۱۱۱ میں چاروں میں تقابلاً نہ ہواں سے یا کا لفظ داخل کہ کس سوال کو نا غیر متعلق ہے۔ گویا قد اور بشریت ایک جنس ہیں۔ ان دونوں مخلوق اور تعاد نہیں۔ لہذا یہ سوال کہ حضرت علی علیہ السلام نور تھے یا بشر بالکل غلط ہے۔ قبلہ یہ دلیل آپ کے عقیدہ میں تو بخاری جو سکتی ہے۔ جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن حیثیات عرف اپنے جیسا بشر اور ان میں حیثیت الاحرام عرف و صفت بدایت، توحید کی وجہ سے منبر اور منور مانتے ہیں۔ لہذا سیاقی کائنات الصبح، لیکن جو لوگ دیکھی ذات کا حصہ سمجھتے ہیں وہ تو یہ سوال

تجارت کر سکتے ہیں کیونکہ تخلیق ذات کی ہوتی ہے و صفت کی نہیں۔ حضور نے اولیٰ ماخلق اللہ و صفت نہیں فرمایا۔ بلکہ اولیٰ ماخلق اللہ فرمایا ہے۔ آیا انہیں شریف ہیں، رسالت و نبوت یقیناً صفت ہے اور صفت کس لئے، موصوف کا وجود شرط ہے۔ لہذا کثرت نبیاء و دم میں الماء والجمہ کی حدیث کی رو سے اس وقت نبوت کس ذات ممدوح و موصوف کی صفت تھی بشریت تو ابھی کو نہ ہی جاری تھی فرمایا الحمد للہ بین الہد والیقین۔

یہ ہیں تفاوت واد از کہا است تا بکما

ص ۱۱۱ میں نہیں بلکہ غیر بھی مانتے ہیں آپ کے قدم پاک سے تمام عالم کو نور ملا۔ یعنی آپ نور جسم نہیں ہیں بلکہ بخاری ص ۱۱۱ بدایت کا ذریعہ کی وجہ سے آپ کو منیر کہا جا سکتا ہے۔ یہ آپ کا انعام تو نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ سورہ احزاب ص ۱۰ پہلے کمال کی توفیق میں ص ۱۱۱ بات عرض کی جا چکی ہے کہ اگر یہ فدایت ذات کی خبر نہیں بعض تعبیری اور بخاری ص ۱۱۱ ہے تو کثرت نبیاء اولیٰ ماخلق اللہ فرمایا میں نبوت کس ذات کی صفت تھی کیونکہ بشریت تو اس وقت ہی نہیں آدم تخلیق ذات کی ہوتی ہے اور صفت اس موصوف کو عارض ہوتی ہے اگر آپ کہیں کہ نور سے مراد روح ہے تو پھر روحیں تو سب کی انبیاء ہوں یا غیر اجسام سے پیشہ تخلیق کی گئی۔ جیسا کہ حدیث میں تاق سے ثابت ہے ہوریلے۔ اور نبوت بھی سب

انبیاء کی مدح کے لئے ذکر ذیاتی تھی۔ قولہ تعالیٰ

وَاِنْ اخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ

پھر آپ کی غصہ میت اور تحریف لغت کے طور پر اس تفصیل کے ذکر کرنے کا کیا ثائدہ ؟

مذہب تمام کفار بشریت کو صحیح سمجھتے آئے ہیں واللہ تعالیٰ فرماتے ہیں  
اور عجیب بات جان لیں کہ کس میں رسک علیٰ رطل شکہ ملتا ہے  
اَلَا اِنَّ لِلنَّاسِ عِجْبًا اِنَّ اَوْحٰیضًا اَلٰہًا وَّجِبَلًا مِنْهُمْ وَاَناسًا  
ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار بشریت کا عبادہ کرتے تھے  
کہ ہم میں سے ایک آدمی پر اللہ تعالیٰ کی طوف ہے وہی وہ ذکر نازل ہوتا ہے  
گویا کفار بشریت کو سمجھا دیا جیسے تھے یہی تو ظلم ہے اکثر کفار و عجب اپنی  
ظلمت، انکار بشریت اور اللہ تعالیٰ کی قدوسیّت کے درمیان جو فاصلہ اور  
بعد نظر آتا تھا تو وہ اس کو حیرت کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ ہم میں بیعت  
میں ہیں اور اللہ تعالیٰ جس بلند ہی اور رفعت میں ہیں ان حالت میں یہ  
رشتہ بھی کا نام لیں جو چونکہ کفار صرف اپنی بشریت کو سمجھا رہے تھے  
تھے اور اسی سے اس رشتہ کی عظمت اور طولانی کی پیمائش کرتے تھے  
تو حیران ہوتے تھے سب کفار اگر مطلق بشریت کو حقیر سمجھتے تھے تو جب  
ان کا یہ دلوئی کرنا خط تھا کہ یہ قدر ان کہیں نازل نہیں ہوتا اللہ کا فرشتہ چلتے

پس کیوں نہیں اتار خدا خود ہمیں کیوں کا لفظ نہیں پکڑا دیتا اس لئے کفار نے  
ہر جگہ اپنی شکیست پر زور دیکھ حضور کا نبوت کا انکار کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی بشریت کے قائل تمام سمجھ کر حقیقت کو بھی حاش  
سمجھا ہے اور محمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدس رشتہ وصل کا انکار کیا  
ہے۔ لہذا خداوند رحیم ذیل آیات۔

تَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَلَمْ نَعْلَمْ مِنَ قَبْلُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ قَوْمٍ مُّشْرِكٍ

اَلَا بُشِّرَا اَمْثَلُنَا (ہر دو)

ان کی قوم کے کفار تھے کیا ہم تمہیں اپنا جیسا بشر سمجھتے ہیں ؟  
توم عاد۔ ما اهلنا الا بشر وحتیٰ تمہیں کیا کل مہارت کا کہیں منہ  
وایشی یونان مہارتی یونان ولسن افعتم بشر امثلکم  
انکم راہی المفسرون (مترجم)

یہ تو تمہارے پیسے بشر ہیں کیونکہ جو چیز تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتے ہیں اور  
جو پانی تم پیتے ہو یہ بھی پیتے ہیں اس سبب اس حالت میں جبکہ ان میں کوئی عقلیت  
کا وہ موجود نہیں، اور تم اپنے جیسے انسان کی اطاعت کرو تو تم بڑے خواہے  
اور ٹوٹے پاسنے والوں میں سے ہونگے۔ گویا وہ صاف طور پر اپنے پیسے بشر  
سمجھنے کی دلیل میں اس غیر عقلیت اور عدم تفاوت کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ اگر  
یہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کسی خاص کھانے اور پینے کا انتظام کرتا



جب ایسا نہیں ہے پھر افضلیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور کم از کم انسانی عقل و شعوری بنیاد پر انسان اپنے سے افضل اور زیادہ ہی کی اطاعت پر تیار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آگے دیکھئے۔

قوم محمود۔ صا اننت الالبشر حلتنا۔

اصحاب ایکہ۔ قالوا ما انتم الالبشر حلتنا دینہ

قوم فرعون۔ انوسن لبشوسین مثانا وقوہما نانا عابدین ربہنوم  
کیا ہم ایسے لوگوں کی بات مان لیں جو بالکل ہمارے جیسے ہیں (بلکہ ہم سے کم ہیں) کیونکہ ان کی قوم ہماری فکر اور خادم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدام کی اطاعت سرور قوم کس طرح کر سکتی ہے دیکھ لیجئے سب کفار کو یہ ایک ہر قسم کا طاعون چپٹا ہوا ہے۔ ایک ہی طرح کا تپ لازم ہے۔ سب کے سب ایک ہی دین دیتے جا رہے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر قوم کی طرف سے فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں جو لوگ بھی ایمان سے محروم رہے ہیں۔ انہیں یہی عار منہ لاحق ہوا ہے کہ پیغمبر بالکل ہمارے جیسے بشر ہیں ان میں ظاہری افضلیت دنیاوی برتری شاہی شان و شوکت کی کوئی علامت موجود نہیں پھر ہم کس طرح ان کی اطاعت کر لیں۔ انہیں ضد کا بنی و رسول مان کر ان کی غلامی کا عوق لگے ہیں و آل لیں۔

کفار کہ۔ واسور النجوری الذین طلبوا اهل هذا الغیر مثلکم فانتوا من النجور (ابن ابیہ)

ظالموں نے آپس میں خبیثہ انگاریت کی بھی دلیل وضع کی۔ یہ تمہارے جیسا انسان ہی تو ہے کیا تم پھر اس کی باتوں سے اور معجزات و غلو و قیاسے متاثر ہو کر اسے نبی و رسول مان لو گے۔ یہ باتیں تو جاہل لوگوں ہی کی ہو سکتی ہیں۔

اس میں بھی کچھ تاثر اور انفعال کی جھلک موجود تھی اس لئے قرآن انہوں کو اس دین کو بد کہ ہم اگر اسے جاہل و گمراہ تسلیم کریں پھر بھی اپنے سے زیادہ کوئی نہ کوئی وصف تو اس میں ہم نے تسلیم کر لیا یہ نہیں بلکہ وہ تو سحر زدہ ہے یعنی مسعودی کی طرح النبی سیدھا باقیں کرتا رہتا ہے۔

وانی یقول الظالمون ان یتبعون الارض علی سحر اور ماوت العقل اور سحر زدہ انسان کی اتنا کہ ان کی گتہ بات ہے۔ ان آیات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کفار کا معجزات و غلو و قیاسے متاثر ہونے کی وجہ سے ان کی صداقت کا نشانہ تھے۔ معجزات تعبیر کر کے اس کی صداقت کو کم کرنے کی سعی نامشکورہ میں مصروف رہتے تھے جیسا کہ آلاء علی کے خوارق و معجزات کو کلمات کو شیطان کا منس سمجھتے ہیں۔ علامہ محمد بلقیہ الحیران رحالہ ابن تیمیہ زادہ کمال یہ ہے کہ ابلیس ملعون کے کلمات سے کفار و مشرکین و اشیات سے ان کی توحید بالکل نہیں سرکھتی۔ ہرگز ہرگز اس میں دروغ نہیں پڑتی۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون۔

شاہ صاحب رقمطراز ہیں۔ ان آیات بشریت کا انکار چاہیے بعض مفسرین

جانی کہ ہے ہیں۔ (زمینیں آپ گزشتہ اور آئندہ ادراقی میں باطل کو فرماتے ہیں)  
 وراثت نامی اور خود خدا لکھ کوئی مٹی رکھتا تو ہر قادی کو یہ مان دینا  
 کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ عنندہ جہ بال آیات قرآنی میں ان کفار نے  
 بشریت انبیاء کا انکار کیا ہے یا اقرار؟

اگر بدلتا اقرار کیا ہے تو آپ نے کیا سمجھا ہے کہ اس کے اثبات  
 و اقرار پر نہ روایا کفار کا شیوہ معلوم ہوتا ہے یا ایمان والوں کا۔ اور  
 اللہ تعالیٰ کیا انہیں انبیاء کی شہادت کے دینا اور نبوت و رسالت کے  
 انکار کی وجہ سے کافر نہیں فرما رہا ہے۔

آج بھی اکثر مسلمان اسی کفرانہ مثل بشریت کا انکار کرتے ہیں اور  
 معجزانہ نوٹنی نبوت کے انکار کو خداوند شراعت سمجھتے ہیں پھر فرماتے ہیں۔  
 "اگلے زمانہ کے کفار کہتے تھے کہ بشریت نہیں ہو سکتا۔ اور آج کل کے مسلمان  
 کہتے ہیں نبی بشر نہیں ہو سکتا۔"

شاہ صاحب کے اس لٹے پھر کا مطلب صاف ہے کہ آج کے مسلمان  
 کل کے کافر ہیں مگر جس جہل کی نشر و انسابہ سعد میں مقصد وضع  
 کی جا چکی ہے کہ واصل کفار شہادت انبیاء کے دینی تھے۔ اور یہی وہ جگہ کہ  
 تھی۔ عنندہ وہ تو بشریت کا صاف صاف ہر آیت میں اقرار کر رہے ہیں  
 و حصول ہیبت نہ ہے ہیں پھر وہ آج کل کے مسلمان کی طرح کیسے ہو گئے۔

۵۲ اور کل کیا بلکہ ہمیشہ سے اہل حق اہل سنت والجماعت کا اجماع اثبات پر  
 پہلا آیا ہے کہ انبیاء صرف بشر نہیں ہوتے بلکہ سید البشر سید ولد آدم  
 اور نور من نور اللہ ہوتے ہیں اور انبیاء کو ام کہ اپنے جیسے بشر کہنا سمجھنا  
 باعث ہلاکت اور موجب ضلالت ہے۔ کیا سیاق و اسما۔

آگے فرماتے ہیں۔ کل کے کافر جو چیز مشاہد تھی یعنی بشریت اس کو  
 مانتے تھے۔ نبوت کو نہیں مانتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی تو مانتے  
 ہیں بشر نہیں مانتے۔ جو چیز مری ہے (نبوت) اسے مانتے ہیں اور جو  
 چیز مشاہد ہے (بشریت) اس کا انکار کرتے ہیں۔ اے کفار

ذرا خط کشیدہ الفاظ کا تقابل بار بار کر لے یہ بھی غور فرمائیے اور جوتلا  
 بھی ذرا کان لگا کر سنئے۔ قبلہ شاہ صاحب یہ بھی کوئی عقل کی بات ہوئی  
 جو چیز مشاہد اور محسوس ہے وہ تو ہے ہی جوتلا تو غیر مشاہد کا ہے۔ انبیاء  
 کی بشریت جو مشاہد ہے اسے تو ہر زمانہ کے کفار تسلیم کرتے آئے ہیں۔  
 لیکن نبوت و نورانیت جو غیر مشاہد تھی اسے کل کے کافر بھی نہیں مانتے  
 تھے اور آج کل کے بعض مسلمان بھی نہیں مانتے تمہارا ایمان تو یہ ہے آپ کی  
 نورانیت بھی بشریت کی طرح مشاہد و محسوس تھی جیسے کہ صحیح احادیث سے  
 ثابت ہے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نورانیت  
 کے انکار پر تعجب نہیں آتا (کیونکہ غیر مشاہد جو ہوئی) اس لئے کفار کا متفقہ



فیصل تھا ہم رب کو بھی نہیں مانیں گے۔ جب تک وہ ہمیں محسوس نہ ہوگا  
نظر نہیں آئے گا۔ فرمایا

لَا تَوْفِقُ حَتَّى تَرَ اللَّهَ جَلَّوَقًا

اں گنا گنہی بشریت۔ یعنی ایسی بشریت جس میں برزخاں کے گناہ  
شریک ہیں کے انحصار پر جناب کو بڑی مایوسی اور حیرت حاصل ہو چکی ہے  
م۔۔۔ لغو ہر قدم اسے چرخ گردان لغو

ابہ لہذا احادیث کی روش سے فقہر آہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا انبیاء  
ہمارے جیسے بشر مہوتے ہیں؟

(۱)۔ اخرج ابن سعد عن عطاء قال قال رسول الله  
ﷺ عليه وسلم انا معاشرو الانبياء تنام اعيننا ولا  
تنام قلوبنا۔ (الحدیث)

فرمایا ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل  
نہیں سوتے۔ بخاری ص ۱۶۸

(۲)۔ دوسری روایت جو ذرا طویل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے  
اقرار کرتے ہیں۔۔۔

فقالوا اولو حاله لبقها قال بعضهم انهم نائم وقال  
بعضهم ان العيون فائتمة والقلب يقضان فقالوا

الذال الجنة والداعى محمد صلى الله عليه وسلم فمن اطاع  
محمد فقد اطاع الله ومن عصى محمدا فقد عصى الله و  
محمد فرق بين الناس مشكوة شریف ص ۱۵

پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اس کی تشریح کرو کہ یہ بھی سمجھ جائے  
تو ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو محسوس ہے بعض نے کہا نہیں انکس موصی  
ہیں دل جاگ رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا واد یعنی وہ ٹھہر بیٹھتا ہے۔ اور  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت کی طرف بلائے والے جو ان کی بات  
مان کر اطاعت کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی بات مان لی۔ اور اطاعت  
کی۔ اور میں نے اس کی تائید فرمائی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تائید فرمائی کہ وہ یہی  
وہ محمد رسول اللہ ہے جس کے ماننے سے مسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا  
ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو کافر بھی تسلیم کرتے ہیں فرق تو صرف آپ کی ذات  
یا برکات سے ہوتا ہے۔ چرمانے وہ مومن جو نہ مانے وہ کافر۔

(۳)۔ ان احادیث پر آپ سے غور فرمایا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
حاکم انسانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں کیا حاکم انسانوں کا اقرار بھی خدا کا  
اقرار ہے مشکوة شریف ص ۱۵ پر حدیث شریف میں موجود ہے آپ  
نے صحابہ کو فرمایا فضل نماز کھڑے ہو کر پڑھا کہ وسیعہ کہ پڑھنے سے اس کا  
قلب آدھا ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے ہیں

عرض کیا حضرت جبریلؑ تو حکم دیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھو اور آپ بھیجے کہ  
پڑھ رہے ہو۔ فرمایا۔

### سنت کا احد منکر

میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ صحابہ نے اس لفظ کو  
سن لیا اور کیا۔ اہل لغت نے فصاحت و بلاغت کے ماہر نے کسی نے  
نہیں کہا حضرت آپؐ ہمارے طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں بار باروں میں  
چلتے ہیں پھر آپؐ ہمارے طرح کیوں نہیں لیکن آج کل کے گمراہ جہل عالم  
جاہلوں پر سب فریگان و عداوت آئینہ ہو گیا ہے اور انہیں ہر جگہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیسے انسان ہی نظر آتے ہیں۔

خدا کی ہر تمام بیجے اور ان میں رہنے والوں کی تشریح و تفسیر بھی  
کائنات کا کرہینے۔

عالم بشریت ہماری سہ آپؐ آدم کی اولاد میں سے تھے آدمؑ کے لئے  
عبداللہ کے بیٹے تھے حایمہ کا وودہ پایھا گیارہ بیویوں سے بیاہ کیا حدیث  
و فاروق کے داماد بنے حضرت عثمان غنیؓ کو م اللہ رحمہ کے شہر ہوئے۔  
زینب و رقیہ کے والد ہوئے حسین کے نانا کہلاتے پھر بھی آپؐ کی تشریح  
عمل جست ہے " اھل

ہو یا عرض ہے کہ کسی اہلسنت والی حالت کے صاحب قلم کا ایک

تکذیب ایک سطر و کھلاہ بیچے۔ جس میں ان چیزوں کا انکار ظاہر ہوتا ہو ان  
ان چیزوں کی آڑ سے کہ کلام نبوت کا انکار ضرور اعلان و کفار نے کیا ہے  
قرآن الہی ہے۔

وقالوا لعلنا الرسول یا کل الطعام ویش فی فلاحاق  
لولا انزل الیہ حلتک او یلقی الیہ کنز او نکون لہا  
جنت یا کل منها وقال الظالمون ان تنہون الا  
رجلا مسجورا انظر کیف حق لولہ المذلات الامثال فضلوا  
فلا یستطیعون الیہ سبیلا

کفار نے کہا اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ کھاتا ہے اور بارہوں میں  
چتا ہے اور ان کی تائید میں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں بھیجا  
یا قیہا ہے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے  
اور ظالموں نے کہا تم تو ایک تھکڑا انسان کی اتباع کرتے ہو۔

اے محبوب و محبوب کسی کہا تو میں تمہارے سے بڑا ہے ہیں۔ لیکن  
کن باتوں میں تمہارے ساتھ اپنی محاشکت کا چرچا کر رہے ہیں یہ تو گمراہ  
اب یہ بھی ہدایت کی طرف راہ نہیں پاسکیں گے کیونکہ اپنے جیسے بیچنے کے  
بعد کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یا کہ یہ تو کتب معاری تو ہیں  
کرنے کے بعد ایسی صبر پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کی توبہ ہی قبول نہیں ہو سکتی



معاذ اللہ۔ خلافتہ القاری ص ۳۸۹ میں محیط سے نقل کیا ہے۔

من شتم النبي صلى الله عليه وسلم راهان؟ ورواه في امور  
دينه او في شخصه او في وصف من او صفاته وانه  
سواء كان في الشاتم مثلاً من امته او غيرهما سواء  
كان من اهل الكتاب او غيره في ميالكات او حيا سوا  
كان الشتم والاهامنه او العيب صفات راعه محمد  
او سوا او غفلته او جده او غير ذلك من خلوص  
بجيش ان قاب لعل قبل توبته ابد الا عند الله  
ولا عند الناس .... والفرق بين سب النبي  
عليه السلام وسب سب الله تعالى ان سب قبل  
توبته من سب الله تعالى ولا يقبل توبته من  
سب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ اور کہ

فرماتے ہیں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے آپ کی  
امانت کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے خواہ وہ عیب دین کے امور میں ہو  
یا آپ کی ذات سے متعلق ہو یا وصف میں ہو وہ بکرا اس کو نہ والا  
امتی ہو یا یہودی و نصرانی ذمی ہو حر بنی خواہ وہ عیب لگائے اس سے  
عذر صادر ہو یا نہ ہو یا سبوا غلطی کے ساتھ غفلت کی وجہ سے اس کے منہ

سے بات نکل گئی تو بہن کا ارادہ نہ تھا۔ خوش طبعی اور مزاج کے طور پر اس  
نے ایسا کہہ دیا یا سچ سمجھ کر۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا۔ اس طرح کہ  
اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک  
متفقین و متاخرین کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ کوئی شخص بادشاہ  
یا اس کے نائب کے سامنے اس حکم کو روک دینے کے لئے چاہے  
اور سفارش نہ کرے۔۔۔ صاحب الفتاویٰ دو سطر آگے چلی کر لکھتے ہیں  
کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر سب کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب  
میں کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کی توبہ تو قبول ہو سکتی (یعنی وہ مسلمان ہو  
جائیگا تو اسلام سے سب گناہ و صل جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی توبہ کرنے والے کی ہرگز توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کے  
آستانہ کے بعد کوئی آستانہ رب نے نہیں بنایا جہاں آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے شان میں گستاخی کرنے کی معافی مل سکتی ہو۔

من لیا آپ نے اپنے ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا ترمیمی سالیقہ آیت  
کو یہ سے قطعاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کفار یہ تشبیہیں مماثلت ثابت کرنے  
کے لئے دیتے تھے انکار کلمات نبوت و رسالت کے لئے بات چیکہتے  
تھے مقصد یہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انظرو کیف خسر اولئك الامثال۔  
اے عجیب دیکھو تو یہی ظالم کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ کبھی راہ نہیں

پاسکیں گے۔ اب اگر کوئی مسلمان یا امتی انہیں الفاظ کو دہراتا ہے خواہ اس کا کوئی قصد بھی ہو۔ تو وہ کفار کا آخرتہ دہل رہا ہے۔ اس کی وجہ نثر ہے جو چوڑی ہے فقہاء کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میلے کچلے ہوتے تھے اور آپ نہایت مسکین و غستہ حال تھے تو کافر ہو جائے گا۔ یہ سچ ہے۔

بأخذوا عیانه بأشرب ما تمہ ہشیار

اب غلامان والوں کی دو چار باتیں بھی سن لیجئے۔

(۵)۔ اخراج ابن عباس عن علی ابن ابی طالب

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو

أخذ شخصاً یقول من اذی شیء من شہری

فالجنتہ علیہ صلواتم۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت

ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے

اپنے ہاتھ میں ایک بال کھڑکھا تھا فرمایا جو شخص میرے بال کو تکلیف دے گا

(یعنی اس کی موتیں یا عیب لگایا) اس پر بہشت حرام ہوگی۔ جاب مغیر

امام جلال الدین صیغہ ۱۱

(۶)۔ اخراج احمد ثورث ابن رجاء عن جلیسہ وکعب الاچلہ

قسیب منہا۔ فقال احدہما رأیت فیما یری السانم

كان الناس حشرًا وانینین کلہم لہم نوران

نوران ورایت لا تباہم نورانور ورایت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم وما من شہرة فی راسہ ولا

فی جسدہ الا فیہ نور ورایت اباہم ولہم نوران

نوران۔ قال کعب ان اللہ یا عبد اللہ والنظر ما

تحدثت بہ فقال الرجل انما ہوں او یا مناسم الحق

فقال کعب والذی بعدہ شہرہ بالحق وانزل

تھو راقہ علی موسیٰ ابن عمران هذا النبی کتاب

المنزل علی موسیٰ ابن عمران کما یکرمت

بہ حق اللہ علی العالمین

انفوشین نے یہ حدیث شریفہ نقل کی ہے کہ وہ آدمی بیٹھے ہوئے

بات کہ رہے تھے اور حضرت کعب بن احبار بھی ان کے پاس بیٹھے تھے تھے

ایک آدمی نے کہا میں نے آج صلیب غائب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے

اور قیامت لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان میں پیغمبروں کو دیکھا کہ ان میں سے

ہر ایک کے لئے دو دو نور ہیں اللہ ان کے تابوتوں کے لئے ایک ایک

قد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سرور نور ہے اور آپ کے

جسم پر نور کی بل نہیں تھا۔ خواہ وہ سر میں تھا یا باقی جسم میں نور تھا



اے آپ کے تابع و مرید کے لئے دو روزہ تھے۔ حضرت کعب نے فرمایا  
 او غلط کے لئے جسے اللہ سے ڈر و اللہ سے بے پروا ہو گیا کہ وہ اس نے چاہا  
 کیا بھی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے اس پر کعب نے کہا کہ  
 مجھے خدا کی قسم ہے جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل  
 فرمایا ہے اور جو میں اپنے مریدان پر نازل فرمائی قرأت میں میں بالکل بھی  
 کچھ لکھا ہے جو قلم نے کہا ہے۔ یعنی یہ صرف خواب کا واقعہ نہیں بلکہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحب کرم کی بالکل بھی تقریریں و توصیف بہت آسانی  
 میری نگاہ سے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

۱۔ اخراج ابوہریرہ عن الطیلسی و الحارث ابن ابی  
 اسامہ و ابو نعیم عن عائشہ ہذا الحدیث وف  
 اخبرنا فجعل لا یلقانی جہی ولا شیئ الا قال  
 السلام علیک یا رسول اللہ۔

یعنی شیخ صدق حدیث کہ ابوداؤد و ترمذی و ابن ابی اسامہ اور ابو نعیم نے  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں اتنی زیادت  
 موجود ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں جس حدیث یا خبر کے پاس سے گذرتا  
 وہ مجھ پر باری الخائف السلام علیک یا رسول اللہ سلام کہا کرتے۔

(۸)۔ ابن مسعود نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں مکہ میں

یا اور وہاں سنت قطری میں جلتے تھے قریش جمع ہو کر حضرت ابو طالب  
 اس آئے اور کہا اے ابی طالب

اقط الوادی واجرب العیال فہم فاستق فخرج ابو طالب  
 و معہ خدام کا نہ شمس تجلت عنہا لسمایۃ و حولہ  
 اقبلیۃ فاختار ابو طالب فالصق ظہرہ بالکعبۃ ولا  
 فالغلام با صیغہ و ما فی السماء قرینۃ فاقبل السحاب  
 من ظہرہا و شہلہا و اعتدق و اعتد و رق و انصر الوادی  
 و انصب النادی و البوادی و فی ذالک یقول ابو طالب۔

وہیض لیتستقی الغرام بوجہ

شمال الیتامی و عصۃ اوارسل

یعنی قریش نے ابی طالب کے پاس قحط سالی کی شکایت پیش کی اور  
 ابی طالب نے کہا کہ اے خدا کی اسناد دعا کی تو ابو طالب صحر  
 سے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا پہرہ سویرے کی طرح  
 تھا جس سے بادل چھٹ گیا ہو اور اگر داند نہ بھی تھے۔  
 ابی طالب نے اسی چاند کی صورت والے کو پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی  
 آگ سے لگا لی اور اس بچہ نے بھی اوپر اٹھ لی کچھ اٹھ کر اس وقت  
 ان پر کہیں بادل کا نشان نہ ہو نہ تھا کہ ہر طرف بادل بکھرائے ہو۔

ایسے بہت سے کہ سب جلی قتل ہو گیا۔ اور پھر جب قریش نے آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم کی مخالفت شروع کی تو حضرت ابی طالب نے انہیں وہ واقعہ  
 یاد دلانے کے لئے یہ شعر پڑھا کہ یہ وہی نچر ہے جس کی برکت سے کل ملک  
 تم ہر شے لطف سے بھرپور ہو گیا کرتے تھے اور ہمیشہ یتیموں کی خدمت  
 گزارا اور یتیموں کا پالنا ہر چاہا ہے۔ سبحان اللہ یہ وہ بیٹھ ہے جو  
 خشک کجور کے ستون کے ساتھ آگئی تھی۔ تو وہ خشک کجور کی زندہ  
 ہو گئی۔ احادیث میں یہ واقعہ بالکل مشہور ہے۔

۹۔ مہدی نے ابی ہریرہ سے روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے امامت سے روایت  
 کیا ہے کہ آپ جب چلے تو صفت پھر میں آپ کے قدموں کے نشان  
 پر چلتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش نے  
 کاہنہ سے کہا کہ جو چاہا کہ مقام ابراہیم پر جو قدم کا نشان ہے ہم میں سے  
 کس کا نشان قدم اس کے مشابہ ہے۔ اس نے کہا کہ ایک سفید چاند  
 چھایا اور اس پر علیہ علیہ قدیم رکھ لو میں تہلوں کی۔ چنانچہ ایسا کیا  
 گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے قدم مبارک کا ہی نشان ثابت ہوا چنانچہ اس واقعہ کے تقریباً  
 چھ سال بعد اپنے نبوت کا اعلان کر دیا اور تبلیغ شروع کر دی

۱۰۔ جو جہاد ہر وقت مستعد اور بیکار ہوتا رہا صحابہ آپ کی خدمت  
 میں پیش کرتے اور آپ اسے قدم کی ٹھوکریں لگاتے تو وہ باور پوجاتا  
 اور حرج مسلمہ ابی ہریرہ ان انبیاء صلی اللہ علیہ  
 وسلم بعثت رجلاً ما تاه فقال یا رسول اللہ قد اقبلت  
 ناقص ان تہبت فانا تہبت فانا تہبت فانا تہبت قال ابو  
 ہریرہ والذی علی نفسی بیدہ لقی راتہ تسبیحاً للفلک

۱۱۔ مجدی رسول نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی  
 اور حاکم نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کیا۔ شیخین نے  
 احمد بن حنبلہ کا ذکر کیا ہے اور ابو داؤد و حاکم نے کوثر شیبہ کا ذکر کیا ہے کہ  
 آپ کے ساتھ ابو بکر و لاہی تھے رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ حضرت عائشہ کی کہ  
 اس کی چوٹی کے پتھر بھی گرنے لگے تو آپ نے پاؤں نہ دیر سے زمین پر مارا  
 اور فرمایا پتھر جا تم پر ایک ہوا ایکہ صدیق اور صد شہید ہیں۔ ہندی  
 جلد ۴ ص ۱۹۹۔ ابو داؤد باب الحفاد ۲۳۱ اس حدیث شریفہ سے  
 صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کی  
 زندگی کے اہم واقعات کا بھی یقیناً علم حاصل تھا اور آپ کے قدم مبارک  
 میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ گزرتے ہوئے پتھر ٹھوکر جاتے  
 میرا مقصد ان احادیث کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے کہ میں حضرت



کے بشر بشر ہمارے جیسا بشر کھانے والا پینے والا بڑاؤں میں چلنے والا  
انسان رحیل کہتے کہتے خلق کو کہہ کر کاٹا جو کہتے ہیں زبانیں خشک ہیں  
گئی ہیں ظلم ٹوٹ گئے ہیں کیا کوئی ایسی پیٹھ کوئی ایسا قدم کوئی ایسا رانہ  
کوئی ایسا کان کوئی ایسا پسٹہ کی چہرہ دکھلا سکتے ہیں اگر نہیں اور اگر ہیں  
تو کچھ مشرم و سیاہے کام لیتا چاہئے۔ وہ ایسا بے مثل بے مثال انسان  
تھا کہ ایسا دوسرا انسان اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہیں دیکھا نہ پیدا کرے گا  
نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ خدا و الحق البیوت۔

قرآن کریم کی یہ شمار آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء حضرت امت  
وازمات بشریت کے ساتھ متعین تھے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ  
تمام آیات صرف اُن لوگوں کی جواب دی کہ لئے نازل فرمائیں جو لوگ  
ان لوازمات بشریت کو نبوت و فرائض کے متانی سمجھتے تھے۔ فرمایا۔  
فَاعْتَدِ ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لعلام و آذیناً۔  
اسی باب مطلب برتر نہیں کہ وہ لوازمات بشریت جو انبیاء کو عطا کئے  
گئے۔ عام احسانِ حق و کافر سب ان کے مائل ہیں یہ بات باعثِ فائدہ  
اور عملِ بحث ہے۔ اس آیت کہ میری کوئی بیعت اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے کہ ہم نے انبیاء کو میری بیعت عطا کئے تھے کیا انبیاء کی جویاں عام  
میروں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے مراعت فرمادیا۔

بِالنساء البع لست من المشرکین

اے پیغمبر علیہ السلام کے پیغمبر تمام عزتوں کی طرف نہیں ہو۔  
اب فرمائیے میں تو یہ کہتا ہوں جو میری بیعت تو کیا ہے خود رہے جس  
کہ ہے جس حدوت جس گھوڑے پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواری فرمائی  
ہے اس جالند جیسا کوئی دوسرا جاندار نہیں ہو سکتا۔ آپ اتنے موٹے  
ہزست چمکے ہی کس کام میں مامور من اللہ نہیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ  
اللہ علیہ وسلم میں روزِ بدریہ طیب میں داخل ہوئے اور سب لوگ خواہشمند  
تھے کہ آپ ان کے گھر میں نزل فرمائیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری خدمت  
کو کھلا چلو دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رب تعالیٰ کا حکم  
ہو گا وہی پیچھے ہے۔ چنانچہ وہ اونٹنی حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ  
عنه گھر جا کر پہنچے جن کے پاس بادشاہ کی امانت ہو رہی تھی وہ ایک  
خف تھا جو اس بعد نصی حضرت ابوالیوب کے احمقوں تک پہنچا اور احمق  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ اس واقعہ کو مفصل طور پر  
اصحابِ سیر نے ذکر کیا ہے۔ فتح مکہ کے دن راستہ میں قلعہ کو  
بیٹھ جانے کا واقعہ بخاوی شریب میں موجود ہے آپ نے فرمایا یہ تنگی  
نہیں بلکہ جسدا حالہ البس الفیل۔ اسے اس ذاتِ خداوند  
لیا ہے جس نے اصحابِ غل کے لالچیوں کو روک لیا تھا۔ پھر آپ نے

اس وجہ سے کہلا کر فرمایا کہ میں جیتا ہوں کہ دنیا کے لوگ قریش کے ایمان  
لے کر تو انہیں ایمان دوں گا وغیرہ ۔

بشریت مسئلہ پر لکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ کل اہل اود فہوت و زمان  
اگر ہے تو بشر ہے چونکہ آپ بھی نبی تھے لہذا بشر تھے ۔

لیکن حضرت جی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی  
رسلاً من اللہ تک فرمایا ہے پھر کل اہل در سالت اگر ہے تو بشر ہے ۔  
کس طرح صحیح ہو گا یا ایک منہ کے لئے جبرئیل علیہ السلام کو بھی بشر بن  
لیئے میں کیا جرم ہے آپ کے عہد میں فرق نہیں آنا چاہئے کتنی گہری  
ہے ان لوگوں کی بہالت اور کتنی تام ہے ان کی ہمت دوسری یہ تمام آیات  
و قواعد جات تو ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے چاہئے تھے جو لوگ نبوت  
کو بشریت کے ثنائی سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ  
أَتَاهُمُ الْبَشَرُ بِالْبَشَرِ وَاللَّهُ يَشَاءُ سَوَآءًا

لوگوں کو ہمیشہ اس بات سے ایمان لاتے تھے کہ روک دیا ہے کہ  
کیا انسان بھی رسول ہو سکتا ہے ایسے ہر عقیدہ رکھنے والے کی تردید  
میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَا فَتُؤْتُونَ

فرمایا کہ وہ کہ دیکھو میری تم سے مکمل انسان ہوں اور میری طرف سے کوئی  
اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کا عقیدہ تھا کہ انسان نبی و رسول تو ہو سکتا ہے مگر  
ہم میں سے اس میں کچھ افضلیت ہونی چاہئے یعنی دنیاوی مال و متاع  
حکومت سرکاری وغیرہ ان کے ہوا سب میں وہ سابقہ آیات تو ہیں جو  
پہلے لکھی جا چکی ہیں ۔ جن میں بشریت کی بحث ہے ۔

عجیب منطوق یہ فرماتے ہیں افضلیت بشر کے دلائل ذکر کرنے کے بعد  
خلاصہ یہ ہے اگر سیراف نگاہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے  
ہو تو نہ کہنے کا نشانہ کیا ہے تو معلوم ہو گا کہ بشریت بشر کی حقیقت نہیں حال  
اور انسان سے انسانیہ کی تبد نہیں پہچانی اگر تو بشر سے افضل ہے تو  
بشر نہیں کہنا ہو گا ۔ اور اگر بشر افضل ہے تو پھر تو نہیں ہو گا ۔

یہ سب قواعد و مطالب والی بات ہیں کہ لے آئے پانچ گنے ہیں ۔  
کیا ہر بشر تو ہے افضل ہے کیا اہل عقیقہ و رجم و شیبہ بھی حضرات  
جبرئیل و میکائیل سے افضل ہیں ۔

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ مِن نُّسْلٍ بَشَرٍ

فرماتے ہیں پس یہ طے کر لیتا ہے کہ خلق خدا میں تو افضل ہے یا  
بشر ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ



خود فرمائیے۔ کتابتہ جلالہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں ہائے مخلوق  
خدا میں انسان کے احسن تقویم ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

کیا آپ نے غفلتاً ہم علم صحت خلقنا تفعیلاً کے مہارک انشاء  
پر بھی غور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ ہے شک بہت سے  
فقدوری میں سے ہم نے انسان کو عقلیت عطا فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ  
کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو انسان سے افضل ہے۔ ابداً اہلست والجاہلت  
کا بعض خلق ہی عقیدہ چلا کر رہا ہے۔ کہ انبیاء کرام تمام ملائکہ سے افضل  
ہیں۔ اور بعض ملائکہ تمام انسانوں سے افضل ہیں اور بعض انبیاء و بعض انبیاء  
سے افضل ہیں۔ اور بعض انسان بعض ملائکہ سے افضل ہیں۔ ملاحظہ ہو  
حرام الکلام فی عقائد الاسلام مصنف مولانا عبدالغفر زبیری مدنی اور شرح  
عقائد السننی وغیرہ۔ علاوہ ازیں احسن تقویم کا معنی افضل کس جہاں سے  
لکھا ہے احسن تقویم کا معنی تو اعضا کی خوبصورتی اور تابعت صلاحتی اور  
موزونیت ہے۔

بشریت صحت سب سے چمٹے شیطان نے بشر کو بنظر حقارت  
دیکھا۔ قبلہ! شیطان نے آدم علیہ السلام کی بشریت کا انکار نہیں کیا  
بلکہ ان کی بشریت کی آڑ میں خلافت ربانی اور کمالات نبوت کے تحقیق  
کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ خلقیہ پیدائی کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی

میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صرف بشر نہیں بعض  
طین اور مصلصال نہیں بلکہ عالم اسما کہتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ  
کا لفظ مستحق ہے۔ فرمایا اور

**لَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِي فَخَرَّ سَجْدًا**

میں نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور پھر ملائکہ اس  
جودہ خداوندی کو دیکھ کر جو قُلِ الرَّحْمٰنُ اَمْرٌ بٰی سے واضح ہو رہا ہے  
عقلمند علمی حق محبت استحقاق خلافت الہی تخلیق بامیثال خاص اور  
امر رب کا سجدہ کیا تھا۔ نہ صرف بشر جو نے کی وجہ سے اس کا سجدہ کیا تھا  
جیسا کہ علامہ بیضاوی کے کلام سے ظاہر رہا ہے۔

بشریت بخاری تمام کائنات آدم کیلئے پیدا کی گئی تھی کہ ملائکہ بھی  
جنہوں نے انسان اولیٰ کا سجدہ کیا اور اس میں لیستغفرون للذین آمنوا  
ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

گویا! ملائکہ انسان کی خدمت میں گئے تھے کہ میں ابداً ان سے  
انسان مطلق افضل ہوا۔

**فَاَمَّا اَدٰمُ** :- قابل غرورات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

مندرجہ بالا آیات میں یاد گیر مقامات پر جہاں بھی انسان کی عقلمند  
بیان فرمائی ہے وہ صرف اس حیثیت سے نہیں کہ وہ شی یا مصلصال۔

یا بوداں کچھڑ سے یا مارہین سے ترکیب دیا گیا ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ  
 یہ چیزیں تو کسی صورت میں افضلیت کا باعث نہیں اور نہ قرآن نے انسان  
 کی ان چیزوں سے تخلیق منت و غنمت بیان کرنے کے لئے بیان فرمائی ہے  
 بلکہ اسے اپنی حقیقت حیثیت اور ابتدائے خلقت کی طرف توجہ دلائی گئی  
 ہے اور اپنی قدرت کاملہ اور صفت باہرہ کے کمال کا اظہار کیا ہے کہ دیکھو  
 تم کیا تھے اور ہم نے تمہیں کیسا بنایا۔ ورنہ پھر جہاں انسان کو چار پاؤں سے  
 زیادہ گمراہ بنایا گیا۔ ہم کالاً اتمام بل ہم اخل۔ وہ چار پاؤں کی طرح  
 ایسا۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یا دوسری جگہ فرمایا  
 خلقتنا من لطفہ فاذا ہرخصیم بہت۔

مختص ہے۔ اسے پانی کے ذریعے قطرہ سے پیدا کیا ہے پھر دیکھو ہمارے منہ  
 آتا ہے۔ ہمارے ساتھ جھگڑہ کرتا ہے۔ تیسری جگہ فرمایا۔

هو اعلم بکم انی الشاکم من الارض واذا انتم ارجستہ  
 فی بطون امہاتکم فلا تنزلوا انفسکم هو اعلم بن اتقا

وہ اللہ تباری حقیقت کو تم سے بہتر جانتا ہے تمہیں اس زمین سے  
 بیٹھ کر یا اور پھر تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں مل کر گھر میں تھے پھر اپنی جانوں  
 مختصرانہ بناؤ وہ خوب جانتا ہے۔ جو پرہیزگار ہیں۔ چوتھی جگہ فرمایا۔

التم تحفظکم من ماء مہین فبعولناہ فی قراہ مکین الی

قرار معلوم فقط رنا فہم القادر و  
 کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اسے ایک  
 محفوظ جگہ پر رکھا۔ ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا ہم  
 کیا اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

قل الانسان بالفرح من اى شئ خلقہ من لطفہ خلقہ  
 مارا جاتے انسان کیسا مگر ہے رزق یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے  
 کیسی غیر چیز سے پیدا کیا ہے اسے لطف سے پیدا کیا ہے پھر اسے طرح  
 طرح کے اندازوں پر رکھا۔ اس قبیل کی مسکروں آیات قرآن میں  
 موجود ہیں۔ معلوم ہوا انسان اول کی فضیلت بھی صرف آدمی اور بشر  
 ہونے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ غلیظہ ربانی عالم علم علی اور نفست کاملہ  
 کا نمونہ اول ہونے کی وجہ سے تھی اعلیٰ حجت و فرمان برداری تصور نشا  
 میں گناہ کو اپنی طرف نسبت کرنا۔ حکم نہاد عدلی کا زمین میں اجراء و انفاذ  
 کرنا یہ تھے فضیلت کے وجوہات۔ اور اسی لئے مگر انسان کو لائق  
 نے تنبیہ اور توجہ فرمائی۔

یا ایہا الانسان ما خوک بربک الکرم الخ  
 خلقتک فمواک۔

اے انسان تجھے اپنے کریم رب کے ساتھ کس چیز نے غرہ کر دیا ہے



انا هدینا السبیل اما شاکروا و اما کفروا۔

ہم نے انسان کو صحیح راستہ دکھلایا پھر وہ یا شاکر نہ ہوتا ہے یا منکر  
نہت۔ اب میں پھر شاہ صاحب کی پہلی بات کی طرف لوٹتا ہوں کہ  
بشر ہونا بہت بڑی چیز ہے۔ دیکھئے نوری ملائکہ اس کا سجدہ کر رہے ہیں  
اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں بسجدہ کا حال تو مفصل عرض کیا  
چکا ہے کہ وہ کس بات کا کرتے ہیں۔ باقی خدمت وہ صرف اللہ  
کے کرتے ہیں۔ جیسا کہ للذین امنوا کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ  
انسان کی عظمت اس کی بشریت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ایمان  
مقبول خداوندی ہونے کی وجہ سے ہے۔ لہذا المستغفرون من فی اللہ  
بہی مومنین صالحین ہی مراہجوں گے۔ ورنہ کافروں منکروں یوں  
نہتیکہ عذاب لاتے تھے اسی لئے یہود جبریل اور میکائیل علیہما السلام  
مراہجین سمجھتے تھے فرمایا۔

ست کانت حد والحجیریل ومیکال۔

جب کفار ان کے دشمن ہیں تو یہ جیٹیکہ بھی ضرور ان کے دشمن  
ہو گئے۔ کیونکہ ملائکہ کفار کے لئے عیش و عشرت کا امید ہے۔ آپ  
بائز نہ سمجھتے ہوں گے۔ باقی رہا کفار کے لئے معاش اور رزق کا  
ام کرنا یہ صرف وعدہ الہی کو لپکا کرنے کے لئے ہے نہ کہ ان کی بشریت

کا وجہ سے ورنہ پھر یہ کفار بھی مطلق نور سے افضل ہوں گے۔ نعوذ باللہ من ذلک  
بشریت منکے سے آگے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بشریت کے دلائل عنایت فرمائے گئے ہیں۔ کفار نے بھی کہا۔

ان انتم الا بشر مثلنا

پھر ہم انہی مسلمان کیوں نہ کہیں کہ انبیاء ہمارے جیسے بشر تھے یا  
پھر تم ہر جہ کہ آپ خدا ہی نہیں اور رسول ہی نہیں اب تیرا یہ قول کفار  
نے کیا ہے آپ ان سے بنا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی۔ علامہ ان آیات سے  
و کفار کے عقیدہ کی تردید اور بطلان مقصود ہے۔ یہ کہ وہ پھر مشیت کے  
قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان سے کفار کے اسی مشیت کا  
کہہ دہم کو دور کرنے کے لئے ولکن اللہ یمن علی من یشاقق مباد  
اور راجی الی کہلایا۔ لیکن استدعاک اور دلی دہم کے لئے ہوتا ہے۔ اگر  
مشیت کا نہ کہی مقرر کرنا تھا تو استدعاک کی بالکل ضرورت نہ تھی۔

فرمایا ایک کو نبوت مل گئی نہایت الہیہ حاصل ہو گئی۔ حکمت سے نور  
کی طرف آگیا۔ دوسروں کو پاک کرنے والا بن گیا۔ مبارک جہاں کا معلم  
مقرر ہو گیا۔ تمام خداوندی کے امراء و رموز کو کما حقہ جاننے والا حکمت  
اور دانائی کو تمام عالم میں پھیلانے والا ہو گیا پھر تم کس طرح کہتے ہو  
کہ وہ تمہارے جیسا بشر ہے۔ اسی دہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جانب کہ باور نہیں رہا۔ کہ مشن پر کیا کھڑا آیا ہوں۔ وہاں تحریر فرمایا ہے۔  
 "جب کہ خالق الہی کی صفات عالیہ کا آئینہ دار اور صفات سبب الہیہ کا منظر  
 اتم اور ہے تو بشر ہے۔" جو وقت صفات الہیہ کی آئینہ دار ہو اہدقت  
 وارادہ خداوندی کا منظر ہو وہ ایک لحنت ہے اختیار اہدے پس و  
 لاچار کس طرح بن گئی۔

خبر و کا نام جنہوں نے دیکھ دیا جن کا منظر  
 جو چاہے آپ کی طبع کو شہ سار کرے

۱۱۹ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
 ہے کہ دو آدمیوں پر حضور غضبناک ہوئے اور ان پر لعنت فرمائی  
 حضرت عائشہ نے عرض کیا اور تو سر آدمی خیر سے کچھ نہ کہہ بدویا  
 ہوگا لیکن ان کے پہلے تو خیر سے کچھ بھی نہ رہا۔ فرمایا کیا بات ہے۔  
 عرض کیا آپ نے ان دو آدمیوں کو لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا  
 کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد کر رکھا ہے۔

اللہم انما انشا لبشر

بس اگر میں کسی مسلمان کے حق میں لعنت یا سب کہوں تو تو  
 اسے اس کے حق پہنچا دے "سبحان اللہ غالباً اسی نے ایک  
 گندہ ان تمام غضبناکیوں اللہ تعالیٰ کو سمیٹ رہا ہے تاکہ بالکل ہر

ایک تمثیل اور استعاذ منکم سے دور فرمایا کہ یہاں  
 شلیت جنسی اور ربی کی تقسیم بالکل ہے سو ہوگی۔ کیونکہ شلیت نوعی  
 اور جنسی کے تو نہ کفار شکر تھے نہ انبیاء و جبرائیل صحت شلیت ربی ہی کا تھا  
 کفار کہتے جب ہم تم ایک جنس وچہ پھر ہم کیوں بنیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے دیدے

واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔

جس طرف میں نبوت و رسالت رکھی جاتی ہے تم اس کی حقیقت  
 سے ناواقف ہو۔ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور سچ بھی جانتا ہے کہ  
 غیر نبی کے نظام و رتبہ کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ اور آپ صبر و افضلی  
 الرسل۔ پس اظہار ہے کہ دوسرے رسل و انبیاء بھی آپ کی حقیقت  
 پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مفسدوں افعلی کی حقیقت پر کس طرح مطلع ہو  
 سکتا ہے۔ لیکن بعض خیال حقیقت بشر ہو اور حقیقت خودی میں فرق  
 نہیں کرتے دو آدمیوں کو سادگی سمجھ کر کفار و شرکین کا پرانا آموختہ دہرائے  
 شروع کر دیتے ہیں۔ خواہ اسقاطی صاف غلطی۔

بشریت صفت میں خدا ہوں نہ خودی اوصاف سے شہوت  
 میں خدا کا ایک ہے اختیار ویسے بس بندہ ہوں۔  
 دعوہ گوارا حلقہ نباشد کہ مصدق۔



ظاہر و مظهر ہو کر اپنے رب کے پیش ہو، تمام کتب سماویہ میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ نشان ذکر فرمایا گیا ہے آپ قلم و خط  
ہوں گے۔ کالیاں دینا سب کو تاہنیں بھیجنا ہزاروں میں شور مگانا  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح صفت ہو سکتی ہے جبکہ مولا کریم  
خود فرماتے ہیں۔

انک لعل خلق عظیم

شاید آپ لوگوں کے نزدیک یہی خلق عظیم کی علامتیں ہوں  
اے کفار کے حق میں لعنت کا ذکر احادیث میں آیا ہے لیکن ان کی  
تظہیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یا للعجب

۱۲۱۔ آپ کی توہین یقیناً ایمان کی موت اور کفر ہے۔ مگر آپ کو  
بشر سمجھا اور بشر کہنا عین ایمان ہے۔ اس عبارت سے آپ نے کیا  
سمجھا ہے؟ ایک تو بشر لفظ تعظیم مطلقاً بشر کہنا ہی عین ایمان ہے  
سید البشر غیر البشر وغیرہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم جب بشر کہنا عین ایمان ہے ہوا تو نور کہنا بشریت کے  
مافی ہے۔ لہذا نور کہنا عین کفر ہوگا۔ نیز ہم یہ آپ کے خیال مبارک  
میں رسولوں کی توہین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی لعنت ذکر فرمائی  
۱۲۲۔ اِنَّهُ فَوْقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

نے قرآن کو قرأت کو انجیل کو ایمان کو عدل کو قرآن میں نور فرمایا ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا مقصد اس سے ان چیزوں کی توہین کرنا ہی ہے؟ یہ ہی چیز  
داخل بائوت نزاع ہے اور یہی جملہ محل بحث ہے۔ کہ جب غلام اپنے  
دورہرہ گفتگو میں لفظ بشر کو حقیر کی لئے استعمال کرتے ہیں جس سے  
جو جرم سرزد ہو جاسکے۔ دورہرہ کہتا ہے میں جانے دو سچا رہا بشر  
ہی تو ہے اور کفار بھی ہر زمانہ میں اس لفظ کو توہین ہی کے لئے استعمال  
کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ انبیاء پر استعمال کرنا کفر قرار  
دیا ہے جس سے توہین کا دھم پیدا ہوتا ہو۔ فرمایا۔

لَا تَقُولُوا رَاعُنَا وَتَقُولُوا النُّظْرَانَا۔

لا تقبلوا دعا رسول ولا تبعوا بصرا۔

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ناموں سے ایسے لہجے سے نہ پکارو  
جیسا تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پیروں  
کے لئے چہاں اہل لفظ کو استہزاء کیا تو قرآن کے لئے توہین جبکہ کفار کا  
بہم دور کرتے کے لئے فرمایا۔ یہ لوگ شہار سے اندر چلے جتھے میں کھینچے  
پیتے ہیں۔ ان کے احوال و اخلاق کی بلندی و بلندی خلق و عوی نہیں  
رکتے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت و خلافت کا جھار کھینچتے ہیں۔  
جیسا کہ الہام الہی واحد کے مبارک الفاظ سے صاف واضح ہے ورنہ یہ



کون سا مشکل مسئلہ اور ناقابل قبول نظر ہے تھا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیے  
 اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم خود کہہ دو کہ میں تمہارے جیسا  
 انسان ہوں لیکن مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ کفار آپ کی جھڑپ  
 کے خود بخود قائل تھے۔ منیت کے مقرر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے  
 مغز و مارت کو دہرا کر ان کو کون سی توحید کی دعوت دی۔ یہ سوچنے کی بات  
 ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ کلام کرنے سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔ لہذا ان  
 آیات کے دوسری مقصد ہو سکتے ہیں ایک تو یہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ  
 یہ لوگ ایک عام کلمی ہوئی واضح بات کہتے ہیں الوہیت کا ادعا نہیں  
 کرتے جیسا کہ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ یا پھر ان لوگوں کا جواب ہے جو  
 مسرے سے بشر کے بنی ہوئے کے منکر تھے اسے محال سمجھتے تھے  
 فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ دو کہ یہ کون سا مسئلہ ہے میں  
 انسان بھی ہوں اور رسول بھی۔ ادعا کے رسالت سے انسان خدا تو  
 نہیں بن جاتا کیونکہ یہ ہر طرح محال ہے۔  
 چھٹا نے کسی اہلسنت والجماعت کے کسی عالم کسی فقیہ کا کہنا  
 و قلم سے آج تک یہ نہیں سنا کہ تمام رسول انسان نہیں ہوتے بلکہ فرشتے  
 ہوتے ہیں یا خدا ہوتے ہیں۔  
 ہاں خدا کے بعد تمام مخلوق خواہ وہ فرشتے ہوں یا جن یا انسان

بغیر سب سے افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں ایسے انسانوں کے مانند ہرگز نہیں  
 ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کذلک العارجلون اسفل  
 چارپائے ہوئے کتاب ہے چند  
 یا ہم کا الانعام بل صمم اضل

روح انسان ہوتے ہوئے عام انسان کی مانند نہیں ہوتے بشر  
 ہونے کے باوجود لوازمات بشریت میں تمام خلوق میں جہ مثل ہوتے  
 ہیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۳۱ ابن عساکر واللائلی  
 عن رجال ان اسید ابن ابی اباہن سمیع رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ والحق ید الی صدرہ فکان  
 انسیہ یدخل بیت المظلم فیہ فی۔ ابن عساکر اور دارقطنی نے اپنی  
 سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک  
 اسید ابن ایاس کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو اس کا چہرہ اور سینہ اس  
 قدر روشن ہو گیا کہ اسید اندھیری کو ٹھٹھی میں داخل ہوتا تو وہ بھی  
 روشن ہو جاتی۔

بحان اللہ یہ وہ بات ہے جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں  
 سید اللہ فوق ایدہم  
 اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمہارا ہاتھ نہیں یہ اللہ کا ہاتھ ہے۔



و ما رمیت اذ رمیت، ولکنت اللہ رکعت  
 یہ مٹی جو تم نے پھینکی ہے اودھش کی ایک مٹی تمام کفار کے  
 آنکھوں میں داخل ہو گئی ہے۔ یہ تم نے نہیں پھینکی یہ اللہ نے پھینکی  
 ہے۔ اسی لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبد ویکر عیدہ چیزے دگر

ما ملک یا انتظار او منتظر

عیدہ صورت گر تقدیر با

اندردہ ویرانہ با تعمیر با

۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ اخراج البقی عن عائشہ

رضی اللہ عنہا قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بجرس فیہ تمثال عقیقہ فوضع یدہ علیہ فاذہ اللہ

یعنی نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لائے اس پر عقیقہ کی

تصویر بنائی ہوئی تھی اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا۔ تو وہ تصویر بالکل خراب

ہو گئی۔

۳۔ حضرت جابر ابن عبد اللہ کی دعوت کا واقعہ تمام سیر کی کتابوں

میں مذکور ہے کہ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے

پر عجب کے آثار دیکھے تو میری کہ پاس آیا اور دریافت کیا کہ کھانے  
 کو کچھ ہے۔ میری نے کہا یہ بکری اور کچھ بچا ہوا آٹا۔ اس نے بکری ذبح  
 کی اور آٹا اگانے کے لئے کہا اور وہ کھانا ایک ٹکڑی کے پیالے میں ڈال  
 کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے فرمایا سب قوم  
 کو بلاؤ وہ سب آگئے فرمایا انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے میرے پاس بھجور  
 چنانچہ جب ایک گدہ کھکھکایا تو دوسرا آجاتا۔ حتیٰ کہ سب نے پیٹ بھر  
 کر کھالیا تو پیالہ میں کھانا بالکل اسی طرح موجود تھا۔ جس طرح پہلے تھا  
 آپ نے سب کھانے والوں کو کہا کہ خبردار کھانا کھاؤ۔ لیکن کوئی شخص بڑی  
 بڑا توڑے۔ آپ نے آپ سب بڑیاں اسی پیالہ کے درمیان میں چھ فرمائی  
 اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا اور کچھ کلام فرمائی جسے ہم نہیں سن سکے  
 فان الشاة قامت تنفض اذنیہا

وہ بکری آپ کے مبارک ہاتھوں کے نیچے سے کان پھڑپھڑاتی

جھٹی اٹھ کھڑی ہوتی۔ آپ نے فرمایا ہے جاپانی بکری اسی پیالہ میں اپنی

عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا یہ کیا ہے میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی

ہندی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ حضور نے اللہ سے دعا مانگی

ہے اود اللہ تعالیٰ نے چارے لئے اسے زندہ کر دیا ہے۔ میری بکری نے

کہا۔ بیشک میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے پیچے رسول ہیں۔



حجۃ اللہ العالمین الازھرہ۔ مواہب لدنیہ میں ازہر نقلاً کا ذکر ہے۔ لیکن شرح شفا علی قاری جلد اول صفحہ ۶۴۸ میں فرمایا ہے۔ بلکہ یہ لفظ زیادہ مناسب ہے۔

۴۔ میرانی اور ابو نعیم نے اپنی تصانیف سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے کہ

یا یعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما یأباینا انا و

اھم وخالق ورجھا من عندہ منہم فین قالت ل

اھم وخالق یا نبی ما رانا مثل هذا الرجل ولا

منہ وجھا ولا النقی ثوبا ولا اللین کلا ما رانا کانت

النور یخیر ج من فیہ۔ یعنی میری خالہ نے جب حضور

کا معجزہ دیکھا تو مجھے کہا کہ مجھے ان کے پاس لیاؤ۔ حالانکہ اس سے

پہلے وہ مجھے آپ کے پاس جانے سے منع کیا کرتی تھی۔ میری ماں اور

خالہ سب حاضر ہوئیں بیعت کی مسلمان ہوئیں اور جب تو میں تنہا

بیٹا ایسا خوبصورت خوب سیرت انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپ جب کلام فرماتے تھے تو آپ کے دہن مبارک کے اندر سے نور

کے شعلے نکلنے لگتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور بیہقی نے اس کی تصریح کی ہے کہ

اس نے خطبہ الصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور ہاتھ پر پانچ پیر اور دعا کی کہ الی ایسے زینت بخش راوی کہتا ہے وہ سو سال سے اوپر زندہ رہے لیکن ان کے سر اور ہاتھ میں سفید بال نہیں آئے اور ان کا چہرہ ہر اشد کی طرح چمکتا رہا۔ ہرگز اس پر بھربالی نہیں پڑی۔

شافعی نے محمد ابن حاطب سے روایت کیا ہے کہ میں لڑکا تھا کہ

جنتی ہوئی ماڈھی ٹیڈ پر گر پڑی اور ٹیڈہ چل گیا۔ میرا باپ مجھے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے اپنے ہاتھ مبارک پر میری

مادر کے میرے چہرے پر رکھے چڑھے پیرا سے پھیرا اور فرمایا اے رب اس کا

دکھ دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تندرست

ہو گیا گو یا مجھے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

روایت سے نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخیرون باللیل اقبل

الی المسجد یخرج الطیب۔ یعنی آپ اندھیری رات میں مسجد

کی طرف آتے ہوئے سچان لے جاتے اس خوشبو کی وجہ سے جو

راستہ میں پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث کو درامی نے ابوہریرہ غنی سے



اور بخارہ والی علی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ابوعلی اور ابن حاتم عبد الوہاب نے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ تبت پیدا ابی لمب نازل ہوئی تو ابی لمب کی بیوی عورت بنت عرب ہاتھ میں خنجر لئے ہڑ سے جوش و خروش سے تلاش کرتی تھی مسجد میں آئی۔ حضرت ابوبکر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کیا حضرت وہ عورت بھیڑی ہوئی آرہی ہے مبارکباد کر جائے آپ نے فرمایا تسلی رکھ وہ نیچے سرگز نہیں دیکھ سکے گی پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھا شروع کر دیا وہ عورت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سر پر آن کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تیرا دوست میری بیوہ کرتا ہے آپ نے جواب دیا میرا اتفاقا شاعر نہیں ہے جو کہ شاعر کا کام ہے وہ یہی ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا اس سے پوچھ میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دیا ہے یہ مجھے سرگز نہ دیکھ سکے گی زوجہ ابی لمب نے کہا تو مجھ سے مخمل کہتا ہے تیرے پاس تو کوئی بھی نہیں ہے۔

دراب میں ایسے سب بشر وہ کو آواز دوں گا جنہیں قرآن وحشت سے بھر شلتا اور رجلا مکہ کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا کوئی ہاتھ کوئی جسم اس مبارک ہاتھ اور اس پاک جسم کی مشی ہے تو دکھا دو اور

اگر نہ دکھا سکے۔ اور سرگز نہ دکھا سکے۔ تو اس دوزخ کے عذاب سے ڈرو جس کا اندازہ من عرب میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل بننے والے کافر پیروی اور نصرتی ہیں۔ بخدا یہ بدترین عقیدہ ہے جو کفار سے تمہیں ورثہ میں مل رہا ہے۔

اعاذنا الرحمن سورۃ الفاتحہ

بھق حبیب  
محمد وآلہ وسلم